غیر برادری میں شادی کو فروغ دیا جائے۔

ग़ैर बिरादरी में शादी को फ़रोग़ दिया जाए।

بقلم
مفتی محمد اشرف قاسمی
دارالافتاء شہر مہدپور ضلع اجین (ایم پی)

ترتیب و پیشکش
مفتی محمد توصیف صدیقی
معین مفتی: دارالافتاء شہر مہدپور

ناشر
مجدد الف ثانی اکیڈمی
مہدپور ضلع اجین (ایم پی)

غیر برادری میں شادی کو فروغ دیا جائے

بقلم

مفتی محمد اشرف قاسمی

دارالافتاء: شہر مہد پور، اجین، (ایم. پی)

ترتیب وپیشکش:

مفتی محمد توصیف صدیقی

معین مفتی دارلافتاء شہر مہد پور

ناشر

مجدد الف ثانی اکیڈمی

شہر مہد پور، ضلع اجین، (ایم پی)

یہ ہندی، وہ خراسانی، یہ افغانی، وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل! اُچھل کر بے کراں ہو جا
غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغِ حرم! اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا

اقبالؔ

کلمات تبریک

حضرت مولانا مفتی افضل حسین صاحب القاسمی زید مجدہ

مفتی دارالافتاء، صدیقیہ مسجد، جوگیشوری، ممبئی (مہاراشٹرا)

بسمہ تعالیٰ

شریعتِ اسلامیہ نے اہلِ ایمان کو باہمی رہن سہن میں ایک جسم وجان کی طرح بنایا ہے، ان کی غایت درجہ اہمیت وعظمت کو مختلف انداز میں بتلا کر اخوّتِ ایمانی واسلامی کا سہرا ان کے سروں پر باندھ کر غیر شرعی امتیاز وافتراق کو ختم کر دیا ہے۔ تا کہ یہ باہم ایک دوسرے کی عزّت ووقعت کو سمجھتے ہوئے نفرت وحقارت سے خود کو بچا سکیں۔ اور اسلام نے اپنی پیاری تعلیمات کے ذریعہ ہر اس زاویے پر قدغن لگادی ہے جو منجانب اللہ دئے گئے عمیق تعلق میں کانٹا بن سکے۔ انھیں من جملہ زاویوں میں سے ایک حد درجہ مضر زاویہ ایمان والوں کا ''موجودہ برادریوں میں شادیوں'' کا بے جا التزام ہے۔ اور اس التزام میں اس حد تک غلو ہو چکا ہے کہ جن برادریوں کا مقصد صرف تعارف تھا اُسے تقابل وتفاخر، تذلیل وتحقیر، اور تعصب کا ایسا ذریعہ بنالیا گیا ہے۔ جس سے اغیار کی طرح باہم دوریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ عقیدۂ اچھوت جنم لے رہا ہے۔ بعض عالی برادری کی طرف سے نشست وبرخواست، قیام وطعام، اور گفتار ورفتار میں پسماندہ برادریوں کے ساتھ برابری گوارا نہیں کی جارہی ہے، جس کی وجہ سے تحسّس وتجسّس، تباغض وتحاسد، اور تدابُر کو ہوا مل رہی ہے، اغیار کمزور برادریوں کو محبت والفت کا جھانسہ دے کر ارتداد تک پہونچا رہے ہیں۔ عوام تو عوام بعض خواص پر بھی برادری نے ایسا گہرا رنگ چھوڑا ہے کہ وہ بھی اسے تفاخر وتفاضل کا معیار سمجھنے لگ گئے ہیں۔ جب کہ یہ اسلامی تعلیمات ''إنما ألمؤمنون إخوة ''اور'' لا فضل لعربی علیٰ عجمی ''وغیرہ اسلامی تعلیمات کے بالکل مغایر اور ایمانی تقاضہ کے بالکل خلاف ہے۔ جس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونا وقت کی شدید ضرورت تھی۔

ایسے نازک وقت میں قابلِ مبارک باد ہیں ڈاکٹر مفتی محمد اشرف صاحب قاسمی حفظہ اللہ کہ انھوں نے وقت کی اہم ترین ضرورت سمجھتے ہوئے برادری واد کے مستقل بڑھتے خطرات کو روکنے اور اس مہلک

بیماری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور اہلِ ایمان کو خالص ایمانی نسبت پر ایک دوسرے سے گہرے تعلقات قائم کرنے کے نیک جذبات وخواہشات کے ساتھ نہایت بے باکی وجرأت مندی اور حقِ امانت وصداقت کا پورا خیال کرتے ہوئے اپنے ذوق ومزاج کے موافق نبض شناسی اور دوراندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے اس حسّاس موضوع پر رشحاتِ قلم کو حرکت دے ہی دیا، اور ''غیر برادری میں شادی کے فروغ'' پر نہایت ذمہ داری کے ساتھ قسط وار متعدد مضامین سُپردِ قرطاس کیا، جسے سوشل میڈیا کے ذریعہ عام کئے جانے پر خوب استفادہ کیا گیا اور اسے خوب سراہا گیا۔ خاکسار نے بھی بالترتیب اس پر نگاہ دوڑائی اور اسے مستقل کتابی شکل دئے جانے کا مشورہ بھی دیا۔ الحمدللہ وہ مضامین کتابی شکل میں منظرِ عام پر آنے کو تیّار ہیں۔ یہ اپنے موضوع کے تئیں مکمل ومدلل ہیں، جس کا مطالعہ ہر خاص وعام کے لیے بے حد مفید ہے۔ اللہ تعالی اسے مقبول عام وتام فرمائے اور مؤلف کے حق میں ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔ فقط والسلام۔

افضل حسین القاسمی عفا اللہ عنہ

خادم صدیقیہ مسجد، جوگیشوری، (ممبئی)

۲۲/ جمادی الأول ۱۴۴۲ھ مطابق ۷/ جنوری ۲۰۲۱ء

پیش گفتار

ہماری یہ تحریر آج سے چند سالوں قبل کی لکھی ہوئی ہے۔ بعد میں ہندی اردو میں میری کتاب ''شادی اور شریعت، حصہ اول'' کے ایک باب کی شکل میں شائع ہوئی تھی، اُس وقت قدیم طرز کی کتب مجھے دستیاب تھیں، انھیں کا حوالہ دیا گیا تھا۔ آج جب کہ نسبتاً کافی کتب بندہ کو دستیاب ہیں، نیز سافٹ ویئر کتب کی سہولیات بھی میسر ہیں، لیکن قلتِ وقت کی بنا پر نئے حوالہ جات پیش کرنے کے بجائے قدیم حوالہ جات اور ماخذ ومصادر کے ساتھ یونیکوڈ اور کتابت کی دیگر شکلوں میں سوشل میڈیا پر وہی تحریر قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

اس تحریر کا مقصد کفوء میں شادی کی افادیت کا انکار نہیں ہے۔ بلکہ چونکہ فقہاء کرام نے اہلِ عجم کے لیے نسبی کفائت کا اعتبار نہیں کیا ہے۔شرح وقایہ جلد دوم میں ہے:

وانما خص الکفاء ۃ فی النسب با لعرب لان العجم ضیعوا انسابھم (شرح وقایہ ج۲رص۲۸رمکتبہ بلال دیوبند)

''یعنی شادی بیاہ کے لیے عجمیوں میں خاندانی لحاظ سے کفائت کا اعتبار نہیں ہے۔'' شرح وقایہ

نیز کمزور خاندان کی لڑکی کی شادی اُس سے اعلی خاندان میں کیے جانے کی بلا کراہت اجازت دی ہے۔

لاتعتبر فی جانب النساء للرجل فاذا تزوجت ا لمرأۃ رجلا خیرا منھا فلیس للولی ان یفرق بینھما۔ (الفتاوی الھندیۃ ج۳رص۲۹۰ردارالفکر، بیروت)

''مرد کے لیے عورت کی جانب سے کفائت کا اعتبار نہیں ہے۔پس اگر کسی عورت نے اپنے سے اعلی حیثیت یا خاندان کے مرد سے نکاح کرلیا تو اس خاتون کے اولیاء کو اس پر اعتراض کا حق نہیں ہوگا کہ وہ اپنے حق اعتراض کی بنیاد پر ان دونوں کے رشتۂ زوجیت کو قاضی سے ختم کرانے کا مطالبہ کریں۔'' فتاویٰ ہندیہ

اور مختارات النوازل میں ہے کہ:

''۷۷. فالحاصل ان الکفائۃ معتبرۃ فی النکاح من جانب الزوج عندنا۔ (مختارات النوازل ج۲ر۷۴رص ایفاد، ہلی)

’’کفائت شوہر کی جانب سے معتبر ہے۔(یعنی شوہر خاتون سے پسماندہ خاندان کا نہ ہو بلکہ خاتون کے برابر خاندان کا ہو یا اونچا ہو)‘‘ مختارات النوازل

اس کے باوجود ہمارے معاشرے میں مسئلہ کفائت میں لڑکی ولڑکا دونوں جانب سے دین داری، پیشہ، تعلیم، کے بجائے حسب ونسب کی بنیاد پر رشتوں کا التزام کیا جاتا ہے۔جس کے بے شمار نقصانات سامنے آرہے ہیں۔زیر مطالعہ تحریر میں ان مضر پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس بے جا التزام کی وجہ سے امت منووادی طبقاتی نظام کے مطابق تقسیم ہوتی ہے اوراس سے بھی بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ نومسلموں کے رشتوں میں کافی مشکلات ودُشواریاں پیش آتی ہیں۔بریں بنا اس تحریر سے ہم اہل اسلام کواس طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ شادی کے سلسلے میں خاندان اورنسب کے بجائے دینداری کوترجیح دیں۔اوراس طرح پوری امت کوایک لڑی میں پروکر ایک امت بنانے کی مبارک سعی میں شریک ہوں۔فقط والسلام

محمد اشرف قاسمی

خادم الافتاء: شہر مہد پور، ضلع اجین (ایم پی)

یکم دسمبر ۲۰۲۰ء

غیر برادری میں شادی کو فروغ دیا جائے

کچھ مصالح کی بنا پر فقہاء کرام نے کفوء، غیر کفوء عنوان کے تحت خاندان میں شادی کرنے اور نہ کرنے کے مسائل بیان فرمائے ہیں۔اسی کے ساتھ اس کی بھی صراحت کی گئی ہے کہ شریعت میں قابلِ قبول اور معتبر وہی مصالح ہوں گے جو مقاصد شریعت کی تکمیل کرنے والے ہوں،اور وہ شریعت کو نقصان پہونچانے والے نہ ہوں۔ ہمارے ملک بلکہ موجودہ عالمی حالات کے پیشِ نظر شادی میں دین داری پر حسب ونسب کو ترجیح دینا شریعت کے خلاف ہے۔مختلف پیشوں کی طرف منسوب برادریوں اور علاقوں کے لوگوں کو اللہ نے قرآن مجید میں ایک ماں باپ کی اولاد بتلایا۔

يَـآاَيُّهَـاالـنَّـاسُ اتَّـقُـوْارَبَّـكُـمُ الَّـذِىْ خَـلَـقَكُمْ مِّنْ نَّفْـسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَازَوْجَهَاوَبَثَّ مِنْهُمَارِجَا لًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً ج ﴿1﴾النساء

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے، ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اُس جاندار سے اُس کا جوڑا پیدا کیا اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔'' ﴿1﴾النساء

انسانوں میں افضلیت وعزت کا معیار قبیلہ، خاندان، پیشہ کے بجائے اللہ تعالی نے دین داری کو قرار دیا ہے۔

اِنَّـاخَـلَـقْنَا كُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنَا كُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآ ئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَ مَكُمْ عِنْدَ اللّٰه اَتْقَا كُمْ ﴿13﴾الحجرات

''اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا، تا کہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرسکو، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔'' ﴿13﴾الحجرات

انبیائے کرام وصحابۂ کرامؓ اور مختلف جائز پیشے

عام طور پر انسانوں کی تقسیم پیشہ اور علاقہ کی وجہ سے کی جاتی ہے اور انھیں بنیادوں پر تقسیم در تقسیم ہوتے ہوئے نئے نئے خاندان وجود میں آتے رہتے ہیں۔لیکن دینِ اسلام انسانوں کی اس تقسیم کو

'ایمان' کی ایک رسی سے باندھ کر تمام اہل ایمان کو بھائی بھائی بناتا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ﴿10﴾ الحجرات

''مسلمان تو سب بھائی ہیں۔'' ﴿10﴾ الحجرات

کسی بھی جائز پیشہ کی وجہ سے کوئی مسلمان اخوتِ اسلامی کے دائرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ آج عموماً جن پیشوں کی طرف منسوب قوموں کو ذلیل سمجھا اور کہا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور پھر سلسلۂ نبوت کے ختم ہونے کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل گروہ، صحابۂ کرامؓ نے اُن پیشوں کو اختیار کیا ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ، دیگر انبیائے کرام اور اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''تمام انبیائے کرام نے بکریاں چرائی ہیں۔ اور خود میں بھی چند قیراطوں پر مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔'' (بخاری ج 1 /ص 278 / حدیث نمبر 2262 /)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

ما اکل احدٌ طعاماً قط خیرا من ان یأ کل من عمل یده وان نبی الله دؤود علیه السلام کان یأ کل من عمل یده۔ (بخاری، حدیث نمبر 2072)

''اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر رزق کسی نے نہیں کھایا حتیٰ کہ اللہ کے نبی داوود علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔'' (بخاری حدیث نمبر 2072)

حضرت داوود علیہ السلام کے بارے میں قرآن نے 'لوہاری' کو ذکر کیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

وَاَ لَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿10﴾ اَنِ عْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَقَدِّ رْ فِى السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَا لِحًا.. ﴿11﴾ سبا

''اور ہم نے ان (داؤد) کے واسطے لوہے کو (مثل موم) نرم کر دیا ﴿10﴾ اور (یہ حکم دیا) کہ تم پوری زرہیں بناؤ (اور کڑیوں کے) جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو۔'' ﴿11﴾ سبا

حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت و بزرگی کی گواہی قرآن نے دی ہے۔ ذیل میں ان کے کچھ پیشوں کو دیکھیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھجور کی پتیوں کی چٹائی بنایا کرتے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا پیشہ بکری کا تھا۔ ایک صحابی ابو ہند رضی اللہ عنہ جو حجام تھے۔ انھوں نے

آپ ﷺ کے جسم اطہر سے خون نکالا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
''اگر تم میں کوئی شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے، جس کے دل میں اللہ نے ایمان کو راسخ کر دیا ہے تو وہ ابو ہندؓ کو دیکھے۔'' (ابن ماجہ)

وَاحْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كَاهِلِهِ مِنْ أَجْلِ الَّذِي أَكَلَ مِنَ الشَّاةِ، حَجَمَهُ أَبُو هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ، وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي بَيَاضَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ۔ (ابوداود برقم الحدیث 4510)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے (زہر ملے ہوئے) گوشت کھانے کی وجہ سے اپنے شانوں کے درمیان پچھنے لگوائے، جسے ابو ہند نے آپ کو سینگ اور چھری سے لگایا، ابو ہند انصار کے قبیلہ بنی بیاضہ کے غلام تھے۔ (ابوداود 4510)

یہ ابو ہندؓ آزاد کردہ غلام تھے لیکن ان کے لیے اشراف خاندان میں شادی کے لیے رسول اللہ ﷺ حکم فرما رہے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هِنْدٍ حَجَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَافُوخِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بَنِي بَيَاضَةَ أَنْكِحُوا أَبَا هِنْدٍ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِ ،وَقَالَ:وَإِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوُونَ بِهِ خَيْرٌ، فَالْحِجَامَةُ۔ (ابوداود برقم الحدیث 2102)

''ابو ہندؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چندیا میں پچھنا لگایا تو آپ نے فرمایا: بنی بیاضہ کے لوگو! ابو ہندؓ سے تم (اپنی بچیوں کی) شادی کرو اور (ان کی بچیوں سے شادی کرنے کے لیے) تم انہیں نکاح کا پیغام دو، اور فرمایا: تین چیزوں سے تم علاج کرتے ہو اگر ان میں کسی چیز میں خیر ہے تو وہ پچھنا لگانا ہے۔'' (ابوداود برقم الحدیث 2102)

اس لئے جائز روزگار، مختلف دست کاری و پیشوں اور رنگ و نسل کی بنیاد پر مسلمانوں کے درمیان باہم شادیوں کو ممنوع نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

محرمات کے علاوہ شادیوں کے جواز اور عدم جواز کی واحد وجہ قرآن مجید نے دین داری یا بے دینی کو قرار دیا ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ

وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ط وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ﴿221﴾ البقرہ

’’اور نکاح مت کرو کافرہ عورتوں کے ساتھ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور مسلمان عورت (چاہے) لونڈی (کیوں نہ ہو وہ ہزار درجہ) بہتر ہے کافرہ عورت سے گو تم کو اچھی ہی معلوم ہو اور عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور مسلمان مرد (غلام) بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تم کو اچھا ہی معلوم ہو۔‘‘ ﴿221﴾ البقرہ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ نے دوسری برادریوں میں شادیاں کی ہیں

صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین مختلف برادریوں و پیشوں کی طرف منسوب ہونے کے باوجود باہم رشتۂ نکاح کیا کرتے تھے۔ برادری و پیشہ اور مال کی بنیاد پر رشتوں کا انکار نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے نکاح میں معروف قریشی صحابی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ہالہ بنتِ عوف رضی اللہ عنہا تھیں۔ غلام زادے حضرت اُسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما کی شادی حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ (نسائی جزء2/ص74/)

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَاصِمٍ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ أَنَّهُ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَخَرَجَ إِلَى بَعْضِ الْمَغَازِي وَأَمَرَ وَكِيلَهُ أَنْ يُعْطِيَهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ فَتَقَالَّتْهَا.....تِّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا أَبُو الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فَجَائَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْتَأْمِرُهُ فِيهِمَا فَقَالَ أَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَرَجُلٌ أَخَافُ عَلَيْكِ قَسْقَاسَتَهُ لِلْعَصَا وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ أَمْلَقُ مِنَ الْمَالِ فَتَزَوَّجَتْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ بَعْدَ ذٰلِكَ۔ (نسائی برقم الحديث 3575)

’’حضرت عبدالرحمٰن بن عاصم سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بت قیسؓ جو کہ بنو مخزوم کے ایک آدمی کے نکاح میں تھیں، نے مجھے بتایا کہ میرے خاوند نے مجھے آخری طلاق دے دی۔.....وہ کہتی ہیں کہ جب عدت ختم ہوئی تو ابو جہم اور معاویہ بن ابوسفیان نے مجھے نکاح کے پیغام بھیجے۔ میں رسول اللہ ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اس بارے میں مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا: 'ابوجہم کے بارے میں تو مجھے خطرہ ہے کہ اس کی لاٹھی ہر وقت حرکت میں رہے گی۔ باقی رہا معاویہ! تو وہ مالی لحاظ سے فقیر ہے۔' بعد میں میں نے حضرت اسامہؓ سے نکاح کر لیا۔'' (نسائی 3575)

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نکاح یکے بعد دیگرے چار قریشی النسل عورتوں سے ہوا۔ سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے۔ (الاحزاب آیت 37)

ان کو طلاق دینے کے بعد حضورﷺ نے اپنی پھوپھی کی نواسی حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے ان کی شادی کر دی۔ ان کے بعد حضورﷺ کی چچازاد بہن درہؓ بنت ابی لہب سے نکاح کر لیا۔ ان کے بعد حضورﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہندؓ بنت العوام سے نکاح کیا۔ (الاصابہ)

اگر غیر خاندان میں شادی کرنی ممنوع اور ناپسندیدہ ہوتی تو حضورﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت زیدؓ کو دوبارہ ہاشمی، قریشی عورتوں سے شادی کرنے سے ضرور منع کرتے۔

شادی میں 'مال داری' بھی کوئی معیار نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے مال دار صحابی نے اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی شادی انتہائی غریب شخص حضرت زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ سے کی تھی۔ (بخاری حدیث نمبر 5224)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نادار تھے۔ ان کی بیوی زینب بنت معاویہ رضی اللہ عنہا مال دار تھیں۔ (مسلم برقم الحدیث 2318)

دین اسلام میں مال داری کے بجائے دین داری ہی پسندیدہ اور محمود ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام مال داری کے بجائے محض تقویٰ و پرہیزگاری دیکھتے اور متقی و پرہیزگار افراد سے شادیاں کرتے تھے۔

مالدار فاسق اور غریب دین دار کا جب دنیا میں موازنہ کیا جاتا ہے تو مالدار کو افضل اور غریب کو ارزل سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جب زبانِ نبوت سے اس کی توضیح کی جاتی ہے تو معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ بخاری میں روایت ہے۔

عن سهل قال مر رجلٌ (غنیٌّ) علی رسول الله ﷺ فقال ما تقولون فی هذا؟ قالوا احری ا ن خطب ان ینکح وان شفع ان یشفع وان قال ان یستمع قال ثم سکت فمر رجلٌ من فقراء المسلمین فقال ماتقولون فی هذا؟ قالوا احری ان خطب ان ینکح لا یُنکح وان شفع لا یُشفع ان قال

ان لا یُسمع فقال رسول الله ﷺ هذاخیر من ملاء الارض مثل هذا۔

(بخاری برقم الحدیث5019)

''حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک مالدار آدمی گذرا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ ایسا آدمی ہے کہ اگر کہیں شادی کا پیغام دے تو قبول ہو جائے اور کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش منظور ہو اور اگر کوئی بات کہے تو لوگ اس کی بات کو سنیں۔ آپ ﷺ خاموش رہے، تھوڑی دیر کے بعد غریب مسلمانوں میں سے ایک شخص گزرے تو آپ ﷺ نے ان کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو قبول نہ ہو اور اگر سفارش کرے تو نامنظور ہو۔ اور کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اُس مالدار جیسے لوگوں سے اگر پوری دُنیا بھر دی جائے تو بھی یہ فقیر مسلمان اُن تمام لوگوں سے بہتر ہے۔'' (بخاری برقم الحدیث5019)

شادی میں خاندان کے بجائے دین داری دیکھی جائے

برادری واد کے باڑوں میں پھنسے اور مال ودولت اور الگ الگ پیشوں کے خانوں میں بٹے، مسلمانوں کو دینی بنیادوں پر مختلف برادریوں کے درمیان شادی(Out of cast marriage) کو فروغ دینا چاہئے۔ اس سے امت ایک لڑی میں منظّم ہوگی اور جسم واحد کی طرح ملت کی تمام برادریوں میں ایک دوسرے کی معاونت اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے سماج میں رائج نظامِ شادی کے خلاف، دینی بنیاد پر شادی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

عن ابی ہریرہؓ عن النبی ﷺ قال تنکحُ المر أۃُلاَ ربعٍ لما لها ولِحسبها ولجما لها ولدینها فا ظفر بذا ت الدین، تر بت یدا ك(بخاری، حدیث نمبر، 5091)

''عورتوں سے چار وجہوں سے شادی کی جاتی ہے۔ ایک اس کے مال کی وجہ سے۔ دوسرے اس کے خاندان کی وجہ سے۔ تیسرے اس کے حسن وجمال کی وجہ سے۔ چوتھے اس کی دین داری کی وجہ سے (سماج کی اس عام روش کو چھوڑ کر) تم دین داری کی بنیاد پر شادی کیا کرو۔ اللہ تمہارا بھلا کرے۔''

(بخاری، حدیث نمبر، 5091)

سطورِ بالا سے معلوم ہو گیا کہ شادی بیاہ کے لئے ذات، برادری، حسب ونسب کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کیوں کہ اسلام میں دین داری، پرہیز گاری ہی مسلمان کے معزز و اشرف ہونے کی

بنیاد ہے۔ذات برادری صرف تعارف اور پہچان کے لئے ہیں۔اس لئے شادی کے لئے اپنی برادری، اپنی ذات میں دولہا دولہن تلاش کرنا ضروری نہیں ہے۔

خاندان میں شادی کے التزام کا بھیانک انجام

اپنی برادری سے باہر دین کی بنیاد پر شادی نہ کرنے کی وجہ سے بے شمار مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ۔ (ترمذی برقم الحدیث1084)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں کوئی ایسا شخص شادی کا پیغام دے، جس کی دین داری اور اخلاق سے تمہیں اطمینان ہوتو اس سے شادی کردو۔ اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم برپا ہوگا۔'' (ترمذی حدیث نمبر 1084)

شادی کے سلسلے میں دین داری کے بجائے خاندان کو ترجیح والتزام سے جو بے شمار مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان میں بھیانک صورت میں جو بڑا مسئلہ کھڑا ہوتا ہے وہ اشاعتِ اسلام میں تعطل و امتناع ہے۔ بلکہ خاندان میں شادیوں کے التزام سے ارتداد کا بھی دروازہ کھلتا ہے۔جس کی وجہ سے مسلمانوں کو اللہ کے حضور جواب دہی کے علاوہ سماجی و سیاسی لحاظ سے دنیا میں بھی ذلت ورسوائی اورزوال وادبار کا سامنا کرنا پڑے گا اور پڑرہا ہے۔ حرام کاری، ناجائز اولاد کی پیدائش، غیر مسلموں کی طرح مسلمانوں میں طبقاتی تقسیم، خاندان میں شادی کو لازم کرنے کا عمومی انعام ہیں۔

خاندان میں تلاشِ رشتہ کے وقت جو پریشانیاں پیش آتی ہیں، ان سے دیوتائے برادری کا تقریباً ہر پرستار واقف ہے۔اس بے جا التزام کی وجہ سے لڑکوں ولڑکیوں کی شادی میں تاخیر ہوتی ہے۔جس کے نتیجے میں نوجوان لڑکی ،لڑکیاں بدکاری وآوارگی میں مبتلاء ہوجاتے ہیں۔ میرے علم ومشاہدے میں ایسے بے شمار واقعات ہیں۔ چند سپر دِقرطاس کرتا ہوں۔

1۔ایک معزز خاندان کے لوگ چند گاؤں میں رہتے ہیں۔ان کی اولادیں بہت خوبصورت ہوتی ہیں۔ خاص طور پر اُن کی عورتیں اپنے حسن وجمال کی وجہ سے سراپا فتنہ اور آزمائش ہوتی ہیں۔ یہ لوگ دوسری برادریوں میں شادی نہیں کرتے ہیں، اپنی برادری میں رشتہ کی تلاش میں ان کی اولادوں

(لڑکیوں اورلڑکوں دونوں) کی عمریں عام طور پر 35 / 32 / سال تک پہنچ جاتی ہیں۔عمر کے اس مرحلے تک دونوں اصناف اپنے عزیز واقارب، نیز اپنے کھیتوں وگھروں میں کام کرنے والے غیر مسلم مردوں اورعورتوں سے جسمانی تعلق قائم کرتے رہتے ہیں۔ نیز اُن کےلڑکے اپنی زمیندارانہ اثر ورسوخ کواستعمال کر کے بسا اوقات اپنی مزدور عورتوں سے زنا بالجبر بھی کرتے ہیں۔

2۔اسی بالجبر عصمت دری کےایک معاملے میں ایک غیر مسلمہ مزدور خاتون کوناجائزلڑکی پیدا ہوگئی۔تو اس کی برادری کےلوگوں نے اپنی پنچایت میں یہ طے کیا کہ۔

''ہم اِن زمینداروں سے مار پیٹ نہیں کر سکتے ہیں۔البتہ اس کا بدلہ اس طرح لیا جائے، کہ اُس کے نطفے سے پیدا ہونے والی اِس مسلمان لڑکی کے جوان ہونے کے بعد اپنے گھروں میں برادری کے لوگ باری باری اس کی عزت لوٹیں۔ ہماری لڑکی کی عزت ایک مسلمان نے لوٹی ہے،اس کے بدلہ میں اس طرح ایک کے بجائے ہماری پوری قوم اِس نومولود مسلمان لڑکی کی عزت لوٹ کر انتقام میں شامل ہوگی۔''

جو برادریاں اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے ہمارے مکانوں وکھیتوں کے پاس آکر بس گئیں تھیں۔ اگر ہم اسلامی تعلیم کے مطابق اُن کی عزتوں کی حفاظت کرتے تو وہ اسلام میں داخل ہوسکتی تھیں۔ خاندان میں شادی کے التزام کی وجہ سے شادیوں میں تاخیر کا ثمرہ یہ برآمد ہوا کہ ہمارےلڑکے ان مظلوم برادریوں کی عزتوں کی کیا حفاظت کرتے؟ خود ان کی عصمتوں سے کھیلنے لگے۔اس کا اثر یہ ہوا کہ صدیوں سے مظلومیت کی چکی میں پسنے والی یہ برادریاں بھی اسلام سے دور ہوکر ہماری دشمن بن گئیں۔

خاندان میں شادی کا التزام،ارتداد کا باعث

خاندان میں شادی کا التزام، غیر مسلموں کو ہی اسلام سے دور کرنے کا باعث نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی کمزور برادریوں کوبھی کفر وارتداد کے اندھیروں میں دھکیل رہا ہے۔ماقبل میں بیان کی گئی قوم کے تعلق سے مزید ایک واقعہ ملاحظہ کریں۔

اس معزز برادری نے اپنے علاوہ دوسری مسلم برادریوں کوذلیل سمجھا اوراس خیال کی وجہ سے وہاں موجود کمزور مسلم برادریوں کی خیر خواہی وہمدردی،اس کے دلوں سے بالکل ختم ہوگئی۔ یہ اونچی ذات، مسلسل غیر مسلموں کی طرح اِن پسماندہ مسلم برادریوں کی تحقیر واستخفاف کا معاملہ کرتی رہی۔ انجام کار علاقے میں آباد کمزور مسلم برادریوں کی بڑی تعداد مرتد ہوگئی یا پھراس نے اپنے کومسلمان کہنا ترک کر دیا۔ ان کے ارتداد کی دوسری وجوہات کے ساتھ خاندان میں شادی کا التزام بھی ہے۔

اگر برادری سے ہٹ کر شادیاں ہوتیں تو یہ کمزور برادریاں اس قدر بے سہارا نہ ہوتیں، اور وہ اپنے کو اس قدر بے سہارا نہ سمجھتیں کہ وہ مرتد ہو جائیں۔ اس علاقے کے مرتدین سے راقم الحروف کی ملاقات ہے۔ قارئین اگر گاؤں کھیڑوں میں جا کر ایسے مرتدین سے ملاقات نہیں کر سکتے ہیں تو شہروں میں عصری تعلیم یافتہ افراد میں ایسے بے شمار مرتد خواتین مل جائیں گی جو خاندان میں رشتوں کے نہ ملنے کی وجہ سے غیر مسلموں کے ساتھ چلی گئیں۔ ارتداد کی اس لہر سے کوئی ہوش مند مسلمان شاید ناواقف ہو۔ ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' کتاب سے مزید ایک واقعہ ذیل میں ملاحظہ کریں۔

4۔ ''جالندھر میں جو چمڑار نگنے والے لوگ مسلمان ہوئے ہیں ان میں سے ایک ذمہ دار اور حد درجہ فکر مند ساتھی ہیں۔ جو پہلوان کے نام سے مشہور ہیں۔ ان لوگوں میں کام کرنے میں ہمارے سب (سے) فعال ساتھی ہیں، ابتداء سے ہی پکے، حج بھی کر لیا، اس علاقہ میں چھ مسجدیں واگذار کرانے میں ان کا بنیادی حصہ ہے، مدرسہ کے قیام میں مرکزی کردار ادا ہو رہے ہیں۔ اپنے چاروں بچوں کو انھوں نے حافظ بنایا، بڑی بچی ہے، اس کو بھی حفظ کرایا، چار بار قرآن شریف تراویح میں اس نے سنایا، جب اس کی شادی کا مرحلہ آیا تو کوئی آدمی اس سے شادی کے لئے تیار نہ ہوا، چار سال تک کوشش کرتے رہے، بہت معمولی درجہ کے لڑکوں سے شادی کی کوشش کی، مگر چمار کہہ کر لوگ ہٹ گئے، وہ بہت جذباتی آدمی ہیں، بہت مجبور ہو کر انھوں نے اپنی حافظہ لڑکی کی شادی اپنی برادری کے غیر مسلم سے کر دی، جس کے گھر خنزیر پلتے ہیں اور اس کا گوشت پکتا ہے۔ اب پہلوان کا حال یہ ہو گیا کہ مسلمانوں کا نام آتا تھا تو گالیاں بکتا تھا۔'' (نسیم ہدایت کے جھونکے' جلد اول ص163 / ماہنامہ: ارمغان پھلت، مئی 2005ء' انجینئر محمد خالد (ونود کمار کھنہ) سے ایک ملاقات' مرتبہ: مفتی محمد روشن شاہ قاسمی)

خاندان میں شادی کے التزام سے کمزور برادریوں کی ہمدردی ختم ہوتی ہے

5۔ ''خاندان میں شادی'' نے اونچی ذات کے مسلمانوں کے دلوں سے پسماندہ مسلم برادریوں کی ہمدردی کو کس طرح کھرچ کر صاف کر دیا ہے اس کی ایک اور مثال پڑھیں۔

ایک علاقے کے بارے میں متعدد افراد سے معلوم ہوا کہ وہاں کھلے عام غیر مسلم نوجوان، مسلم خواتین کی عصمت دری کرتے ہیں۔ کوئی مسلمان سودی قرضے میں ڈوبا ہوا ہے، تو سود میں تخفیف کے بغیر اس

سے شب گذاری کے لئے اس کی جوان لڑکی کو بلواتے ہیں اور نہ جانے یا نہ بھیجنے کی صورت میں اسے (مقروض ومظلوم مسلمان کو) مار بھی کھانی پڑتی ہے۔ بسا اوقات کسی دخترِ اسلام کی کئی لوگ باری باری عزت لوٹتے ہیں۔

سطورِ بالا پڑھتے وقت اخوۃِ اسلامی کے جذبہ سے آپ بے چین ہوگئے ہوں گے؟ لیکن اگر آپ کے دل میں دیوتائے خاندان براجمان ہے تو پھر تھوڑی دیر میں آپ کی ساری بے چینی کافور ہوجائے گی۔ مَیں نے کچھ ذمہ دار قسم کے لوگوں سے اس ظلم کو رُکوانے کے لئے کوششیں کرنے کو کہا تو انھوں نے اس علاقے کے با اثر افراد سے بات کرنے کے لئے ایک پابندِ صوم وصلوٰۃ شخص سے ملاقات کی۔ موصوف نے ان تفصیلات کی تصدیق کرتے ہوئے اس سے بھی زیادہ روح فرسا واقعات بتلائے۔ اور آخر میں کہا کہ

''مارو! چھوڑو! یہ ...... لوگ ہیں .... فلاں.. برادری کے لوگ ہیں۔''

اس معاملے کی تفصیل چودہ سال قبل میرے علم میں آئی تھی۔ اس لئے اَب (2015) اس علاقے کا ذکر نہیں کرسکتا ہوں۔ البتہ ایسی جھلک دیکھنا ہو تو کشی نگر کے علاقے میں ندی کے کنارے آباد ملاحوں اور دوسری کمزور مسلم برادریوں کا معائنہ کریں۔ اور وہاں کے 13-2012ء کے اردو روزناموں میں خبریں پڑھیں۔ یہاں بھی اشرافیہ کے تعاون سے محروم ہوکر یہ لوگ اس قسم کے حالات کا شکار ہوئے ہیں۔

مذکورہ بالا واقعات درج ذیل حدیث کی عملی تصویر ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خِلَالٌ مِنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ: الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالنِّيَاحَةُ، (بخاری، برقم الحدیث 3850)

''جاہلیت (یعنی کفر) کی عادتوں میں سے یہ عادتیں ہیں۔ نسب کے معاملہ میں طعنہ مارنا، میت پر نوحہ کرنا۔'' (بخاری حدیث نمبر 3850)

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ (مسلم حدیث نمبر 2160)

''حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں جاہلیت کے کاموں میں سے چار باتیں (موجود) ہیں وہ ان کو ترک نہیں کریں گے اَحساب (باپ دادا کے اصلی یا مزعومہ کارناموں) پر فخر کرنا (دوسروں کے) نسب پر طعن کرنا، ستاروں کے ذریعے سے بارش مانگنا اور نوحہ کرنا۔'' (مسلم حدیث نمبر 2160)

خاندانی ترفع اور یہودیوں کی ہلاکت

یہودیوں کا عبرتناک انجام بھی اپنے اندر مسلمانوں کے لئے سبق رکھتا ہے۔ یہودیوں نے اپنے خاندان کو اشرف واعلیٰ سمجھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بنو اسحٰقؑ کے بجائے جب بنو اسماعیلؑ سے حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی، تو نسلی امتیازات اور خاندانی ترفع وتعلّی کی وجہ سے یہود رسالت مآب ﷺ کا انکار کر کے گمراہی وضلالت کے گڑھے میں جا گرے۔ اور خدائی لعنت و پھٹکار کے حقدار ٹھہرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے خاندان کو افضل واعلیٰ سمجھ کر دوسری برادریوں کو رذیل وحقیر جاننے سے بےشمار دینی مصالح فوت ہو جاتے ہیں انجام کار دُنیوی واُخروی خسارے کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

سورہ احزاب آیت نمبر 36 ر میں غلام، غیر قریشی غیر ہاشمی حضرت زیدؓ کا؛ آزاد، قریشیہ، ہاشمیہ، حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح سے مسئلۂ کفائت پر پہنچنے والی ضرب کا جواب دیتے ہوئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ رقمطراز ہیں کہ۔

''حضرت زینبؓ اور عبداللہؓ کے معاملہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے نسبی کفائت کے حق کو نظر انداز کر کے زیدؓ بن حارثہ سے نکاح منظور کر لینے کا حکم دے دیا تو ان کا فرض تھا کہ اس حکم کے سامنے اپنی رائے اور اپنے نفس کے حقوق کو ترک کر دیتے، اس لئے ان کے انکار پر قرآن کریم کا یہ حکم نازل ہوا۔ رہا یہ مسئلہ کہ نسبی کفائت خود رسول اللہ ﷺ کے نزدیک قابل رعایت ہے تو خود آپ ﷺ نے اس کی رعایت کیوں نہ فرمائی؟ تو اس کا جواب بھی مذکورہ تقریر سے واضح ہو گیا کہ یہ رعایت دوسری دینی مصالح کے بالمقابل قابلِ ترک ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں متعدد نکاح اسی طرح غیر کفوء میں اسی قسم کی دینی مصالح کی بنا پر کئے گئے۔'' (معارف القرآن جلد 7 /ص 151 /مطبوعہ کبت خانہ نعیمیہ دیوبند)

آگے حاصل کلام میں تحریر فرماتے ہیں۔

''کوئی دوسری اہم مصلحت اس کفائت سے بڑھ کر سامنے آجائے تو عورت اور اس کے اولیاء کو اپنا یہ حق چھوڑ کر غیر کفوء میں نکاح کر لینا بھی جائز ہے۔ خصوصا جب کہ کوئی دینی مصلحت پیش نظر ہو تو ایسا کرنا افضل و بہتر ہے۔ جیسا کہ صحابۂ کرامؓ کے متعدد واقعات سے ثابت ہے۔''

(معارف القرآن جلد 7 ص 152 / مطبوعہ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کی مذکورہ بالا دونوں عبارتوں میں تین باتیں واضح طور پر موجود ہیں۔

1۔ حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی کو غیر خاندان میں شادی کے لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق تیار ہونا چاہئے، یہاں غیر خاندان میں شادی کو پسند نہ کرنے پر قرآن میں تنبیہی کلمات نازل ہوئے۔

2۔ اصحاب رسول ﷺ نے بھی غیر خاندان میں شادی رچائی ہیں۔

3۔ نیز خاندان کی حکمتوں سے بھی بڑی کسی مصلحت کے پیش نظر آپ ﷺ نے بھی خاندان میں شادی کی رعایت نہیں فرمائی۔ بلکہ دوسرے خاندان میں شادی کا حکم فرمایا۔

خاص موقع پر ہی سہی! دوسرے خاندان (Other cast) میں رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق شادی کے لئے تیار نہ ہونے پر قرآن میں سخت کلموں کے ساتھ تنبیہ کی گئی۔ لیکن غیر خاندان میں شادی سے ممانعت پر کوئی نصِ قرآنی یا قوی سند کے ساتھ ارشاد رسول ﷺ موجود نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ غیر خاندان میں شادی کرنا بھی قرآن وسنت اصحاب رسول ﷺ کے تعامل سے ثابت ہے۔ خاندان میں شادی کے التزام سے حضور ﷺ کی مخالفت بھی لازم آتی ہے۔ نعوذ باللہ منہ! کہ آپ ﷺ نے مصلحت کا اعتبار کئے بغیر ہاشمی، قریشی اور عربی عورتوں کا نکاح غیر برادری میں کروادیا۔ اور گذشتہ سطور میں بیان ہونے والے واقعات وحقائق اس بات کا اعلان ہیں کہ موجودہ زمانے میں غیر خاندان (Other cast) میں شادی کرنا امت کو جوڑنے اور اشاعتِ اسلام کی راہ میں حائل دیوار (نسلی چھوا چھات) کو منہدم کرنے کا ایک اہم وسیلہ ہے۔

مختصر یہ کہ دور نبوی ﷺ اور دور صحابہؓ میں خاندان میں شادی کا کوئی خاص التزام نہیں تھا۔ بلکہ دینی بنیادوں پر مختلف برادریوں کے درمیان شادی (Out of cast marriage) کا رواج رہا ہے۔ فقہائے کرام نے کچھ مصلحتوں کے پیشِ نظر خاندان میں شادی کرنے کے بارے میں استحبابی احکام بیان فرمائے ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں وہ حکمتیں و مصلحتیں تقریبًا مفقود ہیں۔ بلکہ اس قسم کے

بے جا التزام سے بے شمار مسائل و مفاسد پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے شادی میں صرف اور صرف دینداری دیکھی جائے۔ یہی وقت کا تقاضا اور امت و ملت کے اتحاد و استحکام کیساتھ دین کی حفاظت واشاعت کے لئے مطلوب ومحمود اور پسندیدہ ہے۔ ع

ابوطالب کے قصے نے حقیقت کھول کر رکھ دی
نہ ہوں آنکھیں تو گھر کی روشنی سے کچھ نہیں ہوتا
اگر بغاوت پہ ہو آمادہ تو ڈوبے نوح کا بیٹا
یہاں نام ونسب کی برتری سے کچھ نہیں ہوتا   اقبال فیضی

فقط والسلام

محمد اشرف قاسمی

خادم الافتاء، شہر مہد پور، اجین، ایم پی۔

2020/12/12ء

نظر ثانی ۲۳/ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۸/ جنوری ۲۰۲۱ء

ای میل۔E-mail- ashrafgondwi@gmail.com

حضرت مفتی محمد اشرف صاحب قاسمی کی معرکۃ الآراء کتاب

''تعمیر مساجد اور انسانیت کی رہنمائی''

کتاب پر تبصرہ

از فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم

...مساجد کی اہمیت اور فضائل پر عربی اور اردو میں کئی کتابیں ہیں، لیکن زیر مطالعہ کتاب ''**تعمیر مساجد اور انسانیت کی رہنمائی**'' خاصے کی چیز ہے، اس کتاب میں صرف مساجد کے فضائل ومناقب سے بحث نہیں کی گئی ہے؛ بلکہ مسجد کا ہماری زندگی میں کیا کردار ہونا چاہئے؟ اس پر بھی سیر حاصل بحث ہے، جو وقت کی ضرورت اور آواز ہے، اس کے علاوہ مساجد کے فضائل اور احکام وآداب پر بھی تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے، ہر بات مدلل ہے اور حوالے کے ساتھ ہے، جس سے کتاب کا اعتبار، وقار اور وزن بڑھ جاتا ہے۔

موجودہ دور میں جب کہ مساجد کے تعلق سے بیشتر مسلمانوں کی سوچ یہ ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ پنج وقتہ نماز پڑھنے کی جگہ ہے اور بس! محبی فی اللہ مؤلف **عزیز مولانا محمد اشرف قاسمی** صاحب نے اس عامیانہ اور سطحی سوچ کو بدلنے کے لیے قلم کا سہارا لیا ہے اور اس موضوع پر یہ بیش قیمت کتاب تحریر کی ہے، ان کی یہ کتاب نہ صرف فکر ونظر کے نئے دریچے وا کرتی ہے؛ بلکہ یہ بھی بتاتی ہے کہ مسلمانوں کی ترقی اور تنزلی کا معیار جہاں ''کتاب اللہ'' سے مسلمانوں کا تعلق یا بے تعلقی ہے، وہیں مسجدوں کے تعلق سے ہمارا طرز عمل بھی ہے۔ اللہ تعالی ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے، ان کی اس تصنیف کو عوام وخواص کے حلقہ میں قبولیت عامہ سے سرفراز فرمائے اور جس مقصد وارادہ سے یہ کتاب لکھی گئی ہے، وہ شرمندۂ تعبیر ہو۔ واللہ ھو الموفق

خالد سیف اللہ رحمانی　　　　۱۱ر ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ

(ناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد)　　　　مطابق ۱۰ر جنوری ۲۰۱۷ء

میں ناخوش وبیزار ہوں مرمر کی سلوں سے

میرے لیے مٹی کا حرم اور بنا دو

اعلان

قارئین باتمکین کو یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہورہی ہے کہ زیرمطالعہ یہ تحریر حضرت مفتی محمد اشرف صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی کتاب ''شادی اورشریعت حصہ اول'' کا ایک جزوء ہے۔اس کتاب کے دوایڈیشن ختم ہوگئے ہیں، تیسرے ایڈیشن کی طباعت کی تیاری ہے۔ چونکہ ماقبل کے دونوں ایڈیشن مفت میں تقسیم ہوئے ہیں اور تیسرے ایڈیشن کے بارے میں ایسا ہی عزم ہے۔اس لیے اگر کوئی صاحبِ خیر اس کی اشاعت میں حصہ لینا چاہتے ہوں تو دین کی اشاعت میں شریک ہوکر صدقہ جاریہ کے مستحق ہوں۔

ان الله لا يضيع اجر المحسنين-

المعلن (مفتی)محمد توصیف قاسمی صدیقی
معین مفتی دارالافتاءشہرمہد پور، اجین (ایم پی)

حضرت مفتی صاحب سے مختصر بات کرنے کے لیے دن میں تین بجے کے بعد درج ذیل نمبر پر رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔
7415718922
بندہ کا نمبر 9368296469

مجدد الف ثانی اکیڈمی مہد پور ضلع اجین ایم پی

عزائم اور منصوبے

☆ دین کی حفاظت واشاعت کے لیے بلا امتیاز مسلم غیر مسلم اور مشرب ومسلک؛ عام افراد امت وارباب علم وفن، اثریاء وذیشان شخصیات کے درمیان حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناہج وطریقہائے کار کو بہ طور نمونہ عمل سامنے رکھ کر سعی کرنا۔ اور ان کی مساعی سے تحریکی افراد کو واقف کرانا۔

☆ تحقیق واکتشافات کے جدید اصول اور طریقوں سے متعلق مواد فراہم کرنا اور ان کی اشاعت کرنا۔

☆ اسلام کے آفاقی پیغام کی تبلیغ اور رسائل وجرائد کے اجراء کے ساتھ ہی، جدید ذرائع ابلاغ خاص طور پر انٹرنیٹ کے ذریعہ عصری اسلوب میں اسلام کی تعلیمات کو عام کرنا۔

☆ فکری زیغ وضلال میں مبتلا نام نہاد مفکرین کی نشاندہی کرنا اور دلائل وبراہین کی روشنی میں ان کا تعاقب کرنا۔

☆ اسلامی علوم وافکار پر مستند ومعتمد لٹریچر تیار کرنا اور اسے شائع کرنا۔

☆ اسکولی بچوں کے لیے سمر کیمپ، اور دوسرے دینی اکٹوٹیز کے لیے، تحریری شکل میں نظام ونصاب تیار کرنا۔

☆ معاصر علمی دنیا کے فکر وشعور میں دینی تحرّک وبیداری پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا۔

☆ تحریری میدان میں نئے اہل قلم فضلائے مدارس کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کی ہر ممکن مدد کرنا۔

مفتی محمد اشرف قاسمی گونڈوی (مشرف اکیڈمی) | ڈاکٹر سید عروج احمد (ڈائریکٹر اکیڈمی) | ابوالحسن ناگوری (معتمد اکیڈمی)

Bushra Graphics Ujjain 98263-37632

مکتبہ شاہ ولی اللہؒ

MAKTABA SHAH WALIULLAH
PRINTER, PUBLISHER & DISTRIBUTOR

B-25/1, Rehman Complex, Jogabai, Batla House Chowk
Jamia Nagar, New Delhi - 25 Mob. : +91 7055469238
E-mail : maktaba.sw@gmail.com

Rs. 40/-